جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ

استعماری طاقتوں کے مذموم عزائم

اور ہماری ذمہ داریاں

ملائشیا کے وزیر اعظم ڈاکٹر مہاتیر بن محمد ان دنوں شدید تنقید کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ مغربی پریس جس میں "ٹائم" "نیوز ویک" "اکنامسٹ" اور ای آئی آر سرفہرست ہیں' مہاتیر کی اقتصادی پالیسیوں پر کڑی تنقید کر رہے ہیں اور انہوں نے غیر محسوس طور پر اشارہ دینا شروع کر دیا ہے کہ مہاتیر کا جانا اب "ٹھہر گیا ہے۔ صبح گیا یا شام" ہفت روزہ "نیوز ویک" نے تو کھلے لفظوں میں انہیں مستعفی ہونے کا مشورہ بھی دے دیا ہے اور "ٹائم" نے سرورق ان کے نائب انور ابراہیم کی تصویر چھاپ کر مہاتیر کے خلاف نفسیاتی جنگ کا آغاز کر دیا ہے کہ دونوں قائدین کے مابین بدگمانی کی فضا پیدا کرنا بھی مغربی ذرائع ابلاغ کا محبوب مشغلہ ہے۔

ملائشیا اس وقت کساد بازاری کے جس بحرانی دور سے گزر رہا ہے اور مہاتیر جس انداز سے جارج سوروز (Soros) کو جنوب مشرقی ایشیا کی اقتصادی بدحالی اور کساد بازاری کا ذمہ دار قرار دے رہے ہیں' اس کے بارے میں ہم اس موقع پر تفصیل میں نہیں جانا چاہتے۔ ہمیں تسلیم ہے کہ اس ضمن میں مہاتیر کے اقدامات سے اس خطے کے اقتصادی مفادات کو سنگین بحران کا سامنا کرنا پڑا ہے مگر اس کی آڑ میں ایک انقلابی سوچ رکھنے والے قائد اور اپنے ملک کی تقدیر بدل ڈالنے والے رہنما کو یوں گردن زدنی قرار دینا ہمارے نزدیک پرلے درجے کا ظلم ہے۔ مہاتیر نے ملکی مفادات کے دفاع میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں اور بیرونی طاقتوں کے دباؤ کا مردانہ وار مقابلہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سامراجی طاقتوں کو اس کا وجود ایک آنکھ نہیں بھاتا اور وہ انہیں سیاسی منظر سے ہٹانا چاہتے ہیں۔

مہاتیر کے خلاف کردار کشی کی جو مہم چلائی جا رہی ہے' اس کے عوامل پر اگر غور کیا جائے تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مغربی طاقتوں کی سازشوں کا ہدف صرف مہاتیر کی ذات نہیں

بلکہ یہ طاقتیں ہر اس مسلمان ملک کو عضو معطل بنا ڈالنا چاہتی ہیں جو خود انحصاری اور آزادانہ سوچ کا مظاہرہ کرتا ہو۔ مسلمان ممالک کے تیل کی دولت تو اہل مغرب کو کانٹے کی طرح کھٹکتی ہے۔ آپ دیکھیں امریکہ اور اس کے "اتحادیوں" نے کس شاطرانہ منصوبہ بندی کے تحت مشرق وسطیٰ کے تیل کی دولت پر اپنا غاصبانہ قبضہ جما لیا۔ اب سے پہلے عراق اور ایران کو آپس کی بے مقصد آٹھ سالہ جنگ میں الجھا کر ان کے وسائل کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش کی، پھر رہی سہی کسر خلیج کی جنگ چھیڑ کر نکال دی۔ اس جنگ کے نتیجے میں عراق کی کمر توڑ دی گئی اور دیگر عرب ممالک کو آپس میں لڑا کر ان کے معاشی مفادات پر کاری ضرب لگائی۔ اس پر مستزاد امریکہ نے اب اس علاقے میں اپنے ڈیرے ڈال لیے ہیں اور علاقے کے مسلمان ملکوں کو اپنی طفیلی بنا لیا ہے۔ اب ان کی کوئی آزادانہ رائے نہیں۔ وہ امریکہ کے اشارے پر ناچتے ہیں اور بس۔ ایران البتہ اپنی انفرادی حیثیت برقرار رکھے ہوئے مگر اس پر بھی امریکہ دباؤ آئے دن بڑھتا جا رہا ہے اور امریکہ اس پر Contiainment Policy کا استعمال عمل میں لا رہا ہے۔ مگر خوش قسمتی سے ایران اپنے قومی تشخص اور ملکی آزادی کو محفوظ رکھنے کا پختہ عزم کیے ہوئے ہے اور یہی وجہ ہے کہ امریکہ دھونس اور دھاندلی کا وہ مردانہ وار مقابلہ کر رہا ہے۔

اقوام عرب اسلامی دنیا کے قدرتی وسائل اور افرادی قوت کی صلاحیتوں سے خائف ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ معدنی دولت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے مسلمان قوم کو افرادی قوت اور ذہنی صفات سے بھی نواز رکھا ہے اور اگر ان کی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے مواقع فراہم کیے جائیں تو وہ فکری سطح پر انقلاب لا سکتے ہیں۔ اس خدشے سے نمٹنے کے لیے مغربی طاقتیں ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلمان ملکوں کو سائنس اور ٹیکنالوجی کی دوڑ میں پسماندہ رکھنا چاہتی ہیں۔ انہیں اچھی طرح علم ہے کہ اگر مسلمان ممالک کو آگے بڑھنے کے مواقع دیے گئے تو وہ مغرب کی اجارہ داری کے لیے بہت بڑا خطرہ ثابت ہوں گے۔

امریکہ اور اس کے حواریوں نے اپنی نظریں صرف مشرق وسطیٰ کے تیل کے ذخائر پر نہیں گاڑ رکھی ہیں بلکہ وسط ایشیا کے تیل کی دولت اور دیگر معدنی وسائل کو بھی وہ بڑی للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ سنٹرل ایشیا کے ممالک اپنے وسائل کو استعمال میں لا کر اگر علاقہ کے دوسرے ممالک مثلاً" چین، ایران، روس سے اپنے روابط بڑھانا چاہتے ہیں تو ان کے راستے میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں اور انہیں آزادانہ طور پر فیصلہ

کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ ان کے آزادانہ تشخص کو بھی ہدف تنقید بنایا جاتا ہے۔ مقصد اس سارے کھیل کا یہ ہوتا ہے کہ ان مسلمان ریاستوں کو ان کے وسائل سے محروم کر کے انہیں تابع مہمل بنا دیا جائے۔

عالمی افق پر ابھرنے والی صورتحال کا اگر ہم بغور جائزہ لیں تو ہمیں اس منظر نامے میں تین قسم کے امکانات دکھائی دیتے ہیں۔ امریکہ کی ترجیحات میں اسرائیل کے مفادات کو اولیت حاصل ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ خلیج کے علاقے میں اسرائیل کو بالادستی حاصل ہو۔ جنوبی ایشیا میں اس کی "عنایات" بھارت پر ارزاں ہیں اور جنوب مشرقی ایشیا میں وہ تھائی لینڈ کی برتری اور فوقیت کا خواہاں ہے اور یہ تینوں ممالک غیر مسلم ہیں اور انہیں مسلمان ممالک کے خلاف استعمال کرنے کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ اسرائیل کا گھناؤنا کردار اس کی بد ترین مثال ہے۔

وسط ایشیا کے بارے میں امریکی عزائم کی ایک جھلک تو آپ دیکھ چکے ہیں مگر اس وقت امریکہ کی "نظر کرم" سب سے زیادہ ایران پر "ارزاں" ہے۔ وہ اسے تنہا اور بے یار ومددگار کر کے اسے ناکارہ اور غیر موثر بنانا چاہتا ہے۔ عراق کی حالت زار بھی قابل رحم ہے۔ اسے اقوام متحدہ اور دوسری طاقتوں کے ذریعے رسوا کیا جا رہا ہے۔ افغانستان میں رقص ابلیس کا عمل ایک عرصہ سے جاری ہے۔ روس کے انخلا کے بعد باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی کہ وہاں امن قائم نہ ہونے پائے کیونکہ امن بحال ہونے کی صورت میں اسلامی حکومت کے قیام کی صورت پیدا ہو سکتی تھی جو عالمی طاقتوں کو ہرگز گوارا نہیں۔ انہیں دوسرا خدشہ یہ تھا کہ اگر افغانستان میں امن قائم ہو جاتا ہے تو اس علاقہ کے مسلمان ممالک وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں سے اپنے تعلقات استوار کر کے ترقی کی راہیں تلاش کر لیں گے۔ اب ایک خاص مقصد کے تحت طالبان کی سرپرستی کی جا رہی ہے اور متحارب گروپوں کو ایک دوسرے کے خلاف لڑایا جا رہا ہے۔ افغانستان میں آج خون مسلم کی ارزانی ہے اور اسلام دشمن طاقتیں گھاس میں چنگاری ڈال کر دور کھڑے ہو کر تماشہ دیکھ رہی ہیں۔ مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑا کر عالمی طاقتیں اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ امریکہ کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اس علاقے میں اسے مکمل بالادستی حاصل ہو اور اسے ایران، روس، چین اور پاکستان سب پر سبقت حاصل ہو۔ یہ ہیں وہ عزائم جن کی ایک جھلک دور رس نگاہیں آسانی سے دیکھ سکتی ہیں۔

یہ ہے عالمی سازش کی ایک جھلک۔ امریکہ ایک قطبی طاقت Unipola rWorld بننے کے بعد بلا شرکت غیرے اس خطے پر اپنی بالادستی قائم کرنا چاہتے ہے۔ تیل کے ذخائر پر تو وہ عملی طور پر قابض ہو ہی چکا ہے۔ اب وہ اپنے راستے سے اس مسلمان قائد کو ہٹا دینا چاہتے ہے جو اس کی توسیع پسندانہ پالیسی کو اپنانے پر آمادہ نہ ہو۔ ماضی قریب میں بہت سے مسلمان رہنما اسی منصوبہ بندی کے تحت راستے سے ہٹائے جا چکے ہیں۔ کچھ کی زبان بند کی جا چکی ہے اور اب تو جینے کا ایک ہی راستہ رہ گیا ہے۔ امریکہ کے حضور کورنش بجا لاؤ' فرشی سلام کرو' پھر خوشی کے گیت گاؤ۔

امریکہ کے منصوبہ ساز ادارے اس طرح کی حکمت عملی اپنا رہے ہیں جس سے وہ تیل کی دولت پر مکمل طور پر قابض ہو سکیں۔ اپنے اقتصادی مفادات کو یقینی بنا لیں اور عالمی منڈیوں پر اپنی بالادستی قائم کر سکیں۔ مسلمانوں کی طاقت کو کمزور کرنا اور غیر مسلم ممالک کے ساتھ ترجیحی سلوک کرنا ان کے منصوبے کے اہم جزو ہیں۔ احیائے اسلام کے امکانات نے اہل مغرب کو بڑا بے چین کر رکھا ہے۔ روس کے انہدام کے بعد اب وہ اسلام کو اپنے لیے بہت بڑا خطرہ سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ کسی مسلمان کو آگے بڑھتے اور ترقی کرتے دیکھ نہیں سکتے۔ ایران پر "نظر عنایت" مغرب کی اسی مہم کا حصہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ اور اس کے حواری ممالک نے عالم اسلام کے خلاف سیاسی' تزویراتی اور اقتصادی سطح پر "خاموش" اور "غیر محسوس" جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ ظاہراً اس جنگ کے مظاہر دکھائی نہیں دیتے مگر جن قوموں کو اقتصادی پابندیوں میں جکڑا جا رہا ہے' انہیں ہی اس کی شدت کا اندازہ ہے۔

جو گزرتے ہیں داغ پر صدمے
آپ بندہ نواز کیا جانیں

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے پانے لیے کون سا راستہ اختیار کرنا ہے؟ پہلی بات جسے ذہن نشین کرنا بہت ضروری ہے' وہ یہ ہے کہ ہمیں شعوری طور پر کوشش کرنی چاہیے کہ کسی استعماری طاقت کا آلہ کار نہ بنیں۔ اسلامی ممالک کے ارد گرد جو گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے' اس کا ادراک کرنا بہت ضروری ہے۔ دشمن کی چال کا پتہ چل جائے تو پھر بچاؤ کی صورت بھی پیدا کی جا سکتی ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی قوم "سب اچھا" کے دام فریب کی سیر ہو جائے تو اسے زوال سے دنیا کی کوئی طاقت بچا نہیں سکتی۔ مسلمان ممالک پر لازم ہے

کہ وہ "ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے" کو اپنا حتمی ہدف قرار دیں اور پہلے قدم کے طور پر علاقائی سطح پر اپنے اقتصادی تعاون کی بنیادیں مستحکم کریں۔ باہمی تعاون کے دائرہ کار کو شروع میں محدود سطح پر رکھنا چاہیے تا کہ مائیکرو لیول Micro Level اقتصادیات پر توجہ دی جا سکے۔ اگر شروع سے ہی تعاون کے دائرے کو وسیع کر دیا جائے تو پھر معاملات قابو سے باہر ہو جاتے ہیں اور عملی پیش رفت کو دھکا لگتا ہے۔ ابتداء میں صرف تین یا چار ملکوں کے مابین اقتصادی تعاون کی راہیں کشادہ کرنی چاہئیں۔ ای سی او اور آسیان کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں۔ ان کی ترقی مناسب حد سے آگے نہ بڑھنے کی بنیادی وجہ ان کا بے جا پھیلاؤ ہے۔ امریکہ بھی اس قسم کے تعاون میں شامل ہو رہا ہے۔ آپ نتائج کا اندازہ خود لگا سکتے ہیں۔ تین چار ممالک اگر فکری اتحاد کی فضا میں اقتصادی میدان میں پیش رفت کے منصوبے بنائیں تو یقیناً گروپوں کو مناسب وقت آنے پر دوسرے بڑے گروپوں کے ساتھ وابستہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ مگر ان کا انفرادی تشخص ہر حال میں قائم رہنا چاہیے۔ پہلے قدم کے طور پر سنٹرل ایشیا کے ممالک پر مشتمل ایک اقتصادی کلب کی تشکیل دی جا سکتی ہے جس کے لیے آج فضا بہت سازگار دکھائی دے رہی ہے۔

یہ بات گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں جذباتی نعروں سے اجتناب برتنا چاہیے اور ترقیاتی منصوبوں شروع کرنے سے پہلے سود وزیاں کے تمام پیمانوں کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔ جذباتی فیصلے وقتی طور پر تو بڑے پرکشش دکھائی دیتے ہیں مگر کثیر المیعاد تناظر میں جب انہیں پرکھا جائے تو سوائے مایوسی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ مسلمان ممالک کو اپنے اپنے دائرہ اثر میں تحقیقی ادارے Think Tanks قائم کرنے چاہئیں جو عالمی سیاست کے اتار چڑھاؤ کی روشنی میں اپنے مسائل کے حل کی عملی تجاویز پیش کر سکیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں اس قسم کے تحقیقی اداروں کا جال بچھا ہوا ہے اور یہ ادارے حکومتی پالیسیوں کی ترتیب و تشکیل میں بڑا موثر کردار ادا کرتے ہیں۔ اسلامی ممالک میں اس قسم کے اداروں کا فقدان ہے اور اس کے نتائج ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

(روزنامہ جنگ لاہور' ۱۹۔ اکتوبر ۹۷ء)